ڈاکٹر عبدالخالق
ریڈر شعبہ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

عالمی دہشت گردی
بائبل اور قرآن کریم کا موقف

(کیا واقعی قرآن کریم دہشت گردی کی حمایت و اشاعت کرتا ہے؟ کیا بائبل صرف کتاب امن ہی ہے؟ کیا بائبل دہشت گردی کی حمایت و اشاعت نہیں کرتی ہے؟)

راسخ العقیدہ ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان خاص و عام شہری ہو یا جاہل ہو یا عالم کالا ہو یا گورا مشرق کا ہو یا مغرب کا سب کا یہ یقین کامل ہے کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے ساری مخلوق کیلئے سراسر خیر اور ہدایت (ھدی للناس) ہے اس کا نازل کرنے والا الرحمٰن والرحیم ہے اور جس ذات گرامی محمد ﷺ پر یہ کلام الٰہی نازل کیا گیا وہ رحمۃ للعالمین ہے سید الانبیاء والمرسلین ہے عربی جاہلیہ دور کے مطابق بھی وہ ذات گرامی الصادق الامین ہے اور وہ فرشتہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کلام مقدس کو خاتم الانبیاء والمرسلین کے پاس لایا ہے وہ سید الملائکہ روح الامین اور روح القدس ہے بھلا ایسی کتاب جس کے نازل کرنے والے ارحم الراحمین ہوں اور جس پر نازل کی گئی وہ رحمۃ للعالمین ہو اور وہ فرشتہ جس کے ذریعہ یہ کتاب مقدس نازل کی گئی وہ روح الامین (امانت کی روح) ہو بھلا ایسی کتاب دنیاء میں دہشت گردی کیسے پھیلا سکتی ہے۔ جو کتاب بذات خود ہی ھدی للناس اور ھدی للمتقین ہو وہ امن وچین خیر وخوشی اور فلاح فی الدارین کے علاوہ کوئی ذرا سی بھی بری چیز نہیں پھیلا سکتی جس سے انسانیت کو نقصان پہنچے اس کتاب کے اندر جو خیر وخوبی اور امن وآشتی کا پیغام روز اول سے رکھا گیا تھا وہ آج بھی بعینہ اسی حالت میں موجود ہے کیونکہ اس کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری بذات خود اللہ تعالیٰ۔ الواحد القہار اور القادر المطلق نے لی ہے جیسا کہ سورۃ الحجر میں آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ نے اس حفاظت قرآن کا ذکر کیا ہے "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" لیکن فساد برپا کرنے والوں نے قتل وغارت کے علم برداروں نے اصلاح کے نام پر فساد ظلم کرنے والوں نے خیر کو شر، شر کو خیر کہنے والوں نے اپنے ظلم وزور اور نیوکلیائی قوت اور صحافت کی (میڈیا) کی بے پناہ اشتہاری طاقت کی بنیاد پر کمیونسٹ روس کے زوال کے بعد ۱۹۹۰ء کی دہائی کے اوائل سے اور خاص طور پر امریکہ پر ۹/۱۱ کے حملے کے بعد مسلمانوں کو دہشت گرد اور قرآن کریم جیسی سراپا ہدایت والی کتاب کو دہشت گردی

کو پھیلانے والی کتاب اور اسلام کو دہشت گردی کا دین کہنا شروع کر دیا، کیا واقعی دین اسلام دہشت گردی کا دین ہے؟ کیا واقعی قرآن کریم دہشت گردی سکھاتا ہے؟ ان سوالات کا جواب تو انشاء اللہ مدلل طور پر اسی مضمون میں ذرا تھوڑی دیر میں دیا جائے گا۔ پہلے اب بائبل کی امن پرستی کا حال بھی سن لیجئے تاکہ دہشت گردی کے سلسلہ میں قارئین کرام کو آسانی سے قرآن کریم اور بائبل کی آراء معلوم ہو اور دونوں کس حد تک دہشت گردی کو بڑھاوا دیتی ہیں یا امن قائم کرتی ہیں، اس کا فیصلہ قارئین کرام خود بھی آسانی سے کر سکیں۔ لیجئے اولاً بائبل کا موقف امن وامان اور دہشت گردی کے سلسلے میں پڑھ لیجئے، لیکن امن وامان یا دہشت گردی کی بائبل کی وضاحت سے قبل تھوڑی سی جانکاری بائبل کی بھی بذات خود جان لیجئے تاکہ حقیقت مکمل طور پر واضح ہو جائے۔ بائبل کے لفظی معنی کتاب کے ہیں۔ یہ کتاب یہود ونصاریٰ دونوں قوموں کے نزدیک مقدس کتاب ہے اس کے دو بڑے حصہ ہیں اول حصہ بڑا ہے جسے عہد نامہ قدیم کہا جاتا ہے اور دوسرا حصہ عہد نامہ جدید کہلاتا ہے۔ جو پہلے کے مقابلہ میں قدرے چھوٹا ہے۔ پروٹیسٹنٹ بائبل کے مطابق (The Holy Bible-King James version-17 century) عہد نامہ قدیم میں انتالیس کتابیں یا صحیفے ہیں اس حصہ کا تعلق شرعاً اور تاریخاً یہودیوں سے ہے جس میں ابتدائے کائنات سے لے کر آدم اور حوا علیہما السلام کی پیدائش، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بزرگوں کے واقعات مندرج ہیں اس کتاب کے آخری نبی ملاکی علیہ السلام ہیں جن کے متعلق ایک چھوٹا صحیفہ اس کتاب میں موجود ہے۔ دوسرا حصہ یعنی عہد نامہ جدید نصاریٰ سے متعلق ہے اس میں چھوٹی بڑی ستائیس کتابیں ہیں سب سے پہلی کتاب انجیل متی (سوانح عیسیٰ علیہ السلام) اور سب سے آخری کتاب مکاشفات (Revelation by st.Johne) ہے یہود صرف عہد نامہ قدیم کو مانتے ہیں ان کا عہد نامہ جدید سے کوئی تعلق نہیں جبکہ عیسائی خاص طور پر عہد نامہ جدید کو مانتے ہیں اسی پر شریعت عیسوی کا انحصار ہے، لیکن تلاوت کی حد تک عہد نامہ قدیم کو بھی مانتے ہیں اور عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید دونوں کے درمیان تقریباً ۱۴-۱۵ کتابوں کے مجموعے اپوکرائفا (مشکوک مگر قابل قرأت کتب ماورائے شرعی فہرست) کو بھی کافی اہمیت دی جاتی ہے جیسا کہ ملکہ وکٹوریہ کے تاج پوشی کے وقت رونما ہونے والے واقعہ سے ثابت ہے۔ واقعہ یوں ہوا تھا کہ تاج پوشی کے وقت بائبل کا جو نسخہ حلف کے لئے لایا گیا تھا اس میں اپوکرائفا نہ ہونے کی وجہ سے اس کی جگہ دوسرا نسخہ لایا گیا تھا جس میں اپوکرائفا موجود تھا (Bible in the making by Mac. Gregore-1961 p...) بعض نصاریٰ عہد نامہ قدیم کو بھی شرعاً تسلیم کرتے ہیں لیکن بعض نہیں کرتے جیسا کہ امریکن پروفیسر عمر فاروق عبداللہ شکاگو کا قول ہے جسے انھوں نے مجھے بذات خود ایک ملاقات میں بتلایا۔ عہد نامہ قدیم عہد نامہ جدید اور اپوکرائفا تینوں حصوں کا مشترکہ نام بائبل ہے مندرجہ بالا تمہید کے بعد قرآن کریم پر دہشت گردی کی حمایت کا الزام لگانے والے (یہود ونصاریٰ) بائبل۔ عہد نامہ قدیم اور جدید دونوں کا بھی ضرور مطالعہ کرلیں تاکہ بائبل کا موقف بھی اس سلسلے میں سامنے

آجائے مثلاً عہد نامہ قدیم کی ایک کتاب زبور (Psalms) کے باب ۱۳۷ آیات ۷-۸ کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

O Babylone Babylone the Destroyer--------- Happy the man who repays you
For all that you did to us-------- Happy is he who shall seize your children
And dash them against the rock

(The new English Bible- Oxford university Press; Cambridge university Press-1970)

''اے بابل اے بابل ہلاک کرنے والے بابل (نتیجتاً ہلاک ہونے والے) بابل وہ مبارک ہوگا جو تجھ کو اس سلوک کا بدلا دے جو تو نے ہم سے کیا ہے وہ شخص یا ملک مبارک ہوگا جو تیرے بچوں کو پکڑ کر چٹان پر پٹک دیگا''۔

قارئین کرام آپ خود فیصلہ کریں کیا اس زبوری نغمہ کو پڑھ کر کسی یہودی یا عیسائی کے دل میں بابل یعنی موجودہ عراق کو تباہ کرنے کا ولولہ پیدا نہ ہوگا؟ کیا موجودہ زمانہ میں ۱۹۹۱ء اور ۲۰۰۳ء میں مغربی دنیا کے عراق پر حملے بائبل کی ان آیات کی تحریض وترغیب کی وجہ سے نہیں ہے لیکن ایک مسلمان کیلئے کسی بھی حال میں عدل وانصاف کا دامن چھوڑنے کی نہ تو قرآن کریم اجازت دیتا ہے اور نہ ہی حدیث شریف۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں ان آیات کا پس منظر جانے بغیر تو ان آیات بائبل پر دہشت گردی کو پھیلانے کا الزام لگایا جاسکتا ہے لیکن ان آیات کا پس منظر جاننے کے بعد شاید قارئین کرام کو اپنی رائے بدلنی پڑے گی ان آیات کا تعلق بنی اسرائیل کے بابل میں ستر سال تک اسیران ہزاروں بنی اسرائیلی قیدیوں سے ہے جنھوں نے بابل کے ظالم وجابر بادشاہ بخت نصر کے ہاتھوں اپنی قوم کی قتل وغارت گری اور تذلیل دیکھی تھی جس نے ارض مقدس اور خاص طور پر ہیکل سلیمانی کو ان کی آنکھوں کے سامنے ہی نذر آتش کر کے نیست ونابود کردیا تھا یہ ان کے رنج وغم اور کڑھن کی داستان ہے جس کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا ہے اور (سلاطین ثانی باب ۲۴-۲۵) قرآن کریم کے ساتھ بھی اگر اسی طرح سے عدل وانصاف سے کام لیا جائے تو کوئی بھی عاقل بالغ شخص قرآن کریم پر دہشت گردی کا الزام نہیں لگا سکتا جن آیات قرآنی میں کفار ومشرکین کو قتل کرنے یا ان کے ساتھ سختی برتنے کا حکم دیا گیا ہے ان کا پس منظر یا شان نزول جانے بغیر ان کے سلسلے میں لب کشائی کرنا اور سیاق وسباق سے الگ کر کے صرف ظاہری معنی ومطالب کی بنیاد پر قرآن کریم پر دہشت گردی کو ہوا دینے کا الزام لگانا گویا اللہ تعالیٰ کو ظالم وجابر اور غیر منصف ٹھہرانے کے مترادف ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا پر ماں کے مقابلے ستر گنا زیادہ رحم کرنے والے ہیں اور گناہ کو بہت زیادہ معاف کرنے والے ہیں: "ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً" قرآن کریم کا دعویٰ ہے "وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون" ہر شخص مسلم وغیر مسلم اہل مشرق ومغرب کو جان لینا چاہئے کہ قتل وقتال کی اجازت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صرف اس وقت دی تھی جب مسلمانوں کی تقریباً صد فیصد آبادی بشمول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تیرہ سال تک ایسے پستی رہی جس طرح آٹا چکی میں پستا ہے آگ کی بھٹی میں لکڑیاں جلتی ہیں کسی اسلامی تاریخ کی کتاب سے مسلمانوں پر مکۃ المکرمہ میں تیرہ سالہ مصائب ومظالم کی دل فرسا داستان کی تصدیق کی جاتی ہے کہ صرف اللہ

کوایک اور اللہ ہی کو حق ماننے کی وجہ سے کتنوں کو شہید کر دیا گیا کتنوں کو ذلیل کیا گیا کتنی عورتوں کا سہاگ لوٹا گیا اور کتنوں کوان کے اہل خانہ کے سامنے ان مصائب سے گزارا گیا جن کا بیان کرنا بھی آج کے جدید زمانے میں نا قابل یقین معلوم ہوتا ہے۔ حضرت بلالؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت سمیہؓ، حضرت عمیرؓ وغیرہ سیکڑوں اصحاب رسول اللہ ﷺ اور خود سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مصائب اور رنج وغم جو آپ کو اس زمانہ کے کفار ومشرکین سے سہنے پڑے انکو سن کر کوئی بھی شخص ان ظالموں کو سزا دینا یا ان جیسوں کو آج بھی کیف کردار تک پہنچانے کے عمل کو دہشت گردی یا ظلم وستم کا نام نہیں دے سکتا زیادہ سے زیادہ ردعمل کا نام دے سکتا ہے اور چونکہ مثال سے بات زیادہ واضح ہو جاتی ہے اسلئے بطور نمونہ کے مندرجہ ذیل واقعات پیش کئے جارہے ہیں جن سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں پر کفار ومشرکین کے ہاتھوں کن کن مصائب ومظالم کے پہاڑوں کو توڑا گیا ان کے مظالم کے مقابلے میں جو کچھ ردعمل مسلمانوں کی طرف سے قوت حاصل ہونے پر ان کفار ومشرکین کے ساتھ کیا گیا وہ اُن پر کئے گئے ظلم وستم کے مقابلے میں بہت کم تھا مثلاً حضرت خبابؓ ابن الارت کو کفار ومشرکین نے آگ کے انگاروں پر لٹا دیا یہاں تک کہ آپ کے جسم کے خون وچربی سے وہ انگارے ٹھنڈے ہوئے۔ حضرت عمار کے والدین کو اتنی بے دردی سے مارا گیا کہ وہ سخت گرم ریتیلی زمین پر گھسٹتے ہوئے تڑپ تڑپ کر جان دینے پر مجبور ہوئے آپ کی والدہ حضرت سمیہ کی شرمگاہ میں ابوجہل ملعون نے برچھا مار کر ان کو شہید کر دیا، ابوذر غفاریؓ کو محض اذان کہنے پر بیہوشی کی حد تک مارا گیا اور اگر چھوڑا بھی گیا تو وہ ان کی حالت پر رحم کھا کر نہیں بلکہ اپنی دنیا کے مفاد کی حفاظت کی خاطر کیونکہ قریش کے تجارتی قافلوں کا راستہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے علاقے سے گزرتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مکۃ المکرمہ کے اشرف الاشراف ہونے کے باوجود مسجد حرام میں موت کی حد تک مارا گیا یہاں تک کہ آپ حضرت محمد مصطفی ﷺ کو سارے عرب میں صادق وامین کہے جانے کے باوجود اہل باطل نے آپ کو ذلیل وخوار بھی کیا آپ کے داماد ابوجہل کے بیٹے نے آپ کو صرف ذلیل ہی نہیں کیا بلکہ آپ پر تھوکا بھی بعد میں ایک شیر نے اس کو دوران سفر کھا لیا تھا اور آپ ﷺ پر سجدے کی حالت میں اونٹ کا اوجھ بھی ڈالا گیا جو اتنا وزنی تھا کہ اگر اس کو آپ کی بیٹی فاطمہ آپ کے سر سے نہ اٹھاتی تو شاید آپ کی موت واقع ہو جاتی اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ قریش نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کیلئے پوری کوشش کر ڈالی، آپ کی حفاظت اگر آپ کے گھر میں یا آپ کے گھر کے باہر اگر ہوئی تو وہ صرف خدائی نصرت کی وجہ سے ہوئی اس میں کسی کافر ومشرک کی کوئی ہمدردی شامل حال نہ تھی کفار ومشرکین نے تو آپ ﷺ کے گھر سے چلے جانے کے بعد بھی سفر ہجرت میں بھی آپ ﷺ کو چین نہیں لینے دی یہاں تک کہ اس غار کو بھی سواونٹوں کا انعام پانے کے لالچ میں گھیر لیا جہاں آپ ﷺ اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین دن تک چھپے رہے اور وہاں سے نکلنے پر بھی ان کا دنیا پر سب سے زیادہ حریص سراقہ بن مالک تو آخیر تک آپ کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو یقین آ گیا کہ اس شخص یعنی خاتم النبیین سید الکونین کے ساتھ اللہ کی صاف نصرت ہونے کی وجہ

سے آپ ﷺ کو کسی بھی حال میں نہیں پکڑ سکتا اور رحمۃ للعالمین کی وسعت رحمت کی ایک جھلک دیکھیئے کہ اس حال میں کہ جبکہ سراقہ آپ ﷺ کو پکڑ کر شہید کرنے یا کرانے پر تلا ہوا تھا اس حال میں بھی آپ ﷺ اس کو معاف ہی نہیں کیا بلکہ اس کو ملک فارس کسریٰ کے کنگن پہنائے جانے کی بشارت بھی دیدی بھلا ایسے شخص یا اس کے شاگردوں سے یا تبعین سے کیسے دہشت گردی کا صدور ہوسکتا ہے جس کی فطرت میں ہی بھلائی داخل ہو جو سراپا بھلائی ہی بھلائی ہو، قریش کو چھوڑ یئے وہ قوت کے مالک ہونے کے باوجود کورے جاہل تھے جیسا کہ انھوں نے خود ابوسفیان کی زبانی یہود کے علماء کے سامنے اعتراف بھی کیا تھا جبکہ انھوں نے پوچھا تھا کہ ہمارے معبودلات وعزیٰ وغیرہ عبادت کے زیادہ مستحق ہیں یا خدائے محمد یعنی اللہ تعالیٰ تو علمائے یہود کعب بن اشرف وغیرہ کی کتمان علم کی انتہاء دیکھئے کہ تورات میں آپ ﷺ کی حقانیت موجود ہونے کے باوجود اور خود یہوذ کے موحد ہونے کے دعویٰ کے باوجود انھوں نے ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ اور خالق الکونین اور مالک الکونین کے مقابلے بے وقعت معبودان باطل لات وعزیٰ وغیرہ کو عبادت کا زیادہ مستحق ٹھہرایا جس کی وجہ سے مسلمانوں اور اہل باطل میں عرب ہی میں نہیں بلکہ عرب کے باہر مسلمانوں اور غیر مسلموں میں ہزاروں سال جنگ چلتی رہی بھلا آپ خود ہی سوچئے اس جنگ وجدل کے ذمہ دار کیا یہودیوں کے آباواجداد نہیں ہیں (سورۃ النساء آیت ۵۱) اور کیا اس زمانہ میں یہود ونصاریٰ کی اسلام دشمنی میں کوئی کمی آئی ہے؟ کیا الفرقان الحمید جیسی باطل کتاب لکھ کر قرآن حقیقی کو دنیا کی نظروں میں باطل ظاہر کرنے کی ناپاک و ناکام کوشش نہیں کی گئی ہے (۲۰۰۴ء-۲۰۰۵ء) اس طرح کے ایک دو نہیں سیکڑوں واقعات کے بعد مجبوراً قرآن کریم کو مظلوم مسلمانوں کو اپنی دفاع کی اجازت دینی پڑی جس طرح کہیں بڑے شہر میں آگ لگ جانے پر آگ کو بجھانے والے عملے کے سامنے اگر کوئی شخص آگ کو بجھانے میں حائل ہو جائے تو خبردار کئے جانے کے باوجود بھی اگر وہ ان کے سامنے سے نہ ہٹے تو فائر بریگیڈ والے لاکھوں لوگوں کی جانیں بچانے کی خاطر ایک بے وقوف شخص کی جان کی پرواہ نہیں کرتے، پس یہ ہے وہ حکمت جس کی وجہ سے کروڑوں لوگوں کی جان و مال کی حفاظت اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان کا جنت میں دخول اور جہنم سے حفاظت کے خاطر ان دشمنان انسانیت کو راستے سے ہٹانے کی اجازت اسلام نے دی ہے جن کے راستے سے نہ ہٹنے کی حالت میں کروڑوں انسانوں کی دنیا ہی برباد ہو جاتی اور آخرت بھی برباد ہو جاتی یا کم ازکم خطرے میں پڑ جاتی آیت قرآنی ملاحظہ کیجئے "اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا وان الله علی نصرهم لقدیر الذین اخرجوا من دیارهم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا الله..." (سورۃ حج ایت نمبر ۳۹ تا ۴۱) اور اگر کسی بھی زمانہ میں کسی بھی وقت ایک مظلوم جماعت یا طبقہ کو دوسری ظالم جماعت یا طبقہ سے اپنے دفاع کی اجازت نہ ہوتی تو زمین پر نیکی کا نام ونشان باقی نہ رہتا۔ مسلمانوں کا بھی وجود چودہ سو سال ہی قبل ختم ہو گیا ہوتا کیا دنیا نہیں جانتی کہ بدھ مذہب ہندوستان میں ہی پیدا ہوا اور ہندوستان میں ظاہر ہوا یہیں پر پلا اور بڑھا لیکن اہنساء پر مودھرم (قتل وقتال ہر حال میں ممنوع ہے اور عدم قتل وقتال ہر حال میں سب سے بڑا

ہب ہے) کی وجہ سے ہندوستان سے باہر نکال دیا گیا ہندوستان کے باہر برما کمبوڈیا، ویت نام، لاؤس، چین، جاپان، کوریا حتی کہ روس اور وسطی ایشیاء تک بدھ مذہب پھیل گیا لیکن ہندوستان میں اپنے ہی گھر میں ہزاروں سال کے لئے نیست نابود ہو گیا جب تک جاپان کے پاس اپنی قوت تھی اس کے دشمن دوسری جنگ عظیم کے اتحادی ممالک اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکے لیکن امریکہ نے ایٹم بم حاصل کر لیا تو قوت کا توازن بگڑنے کی وجہ سے جاپان ناگاساکی اور ہیروشیما پر امریکہ کے ذریعہ ایٹم بم ڈالے جانے کے بعد ایسا برباد ہوا کہ آج تک عملاً امریکہ کا غلام ہے اور یہی بات موجودہ عراق اور امریکہ کے تناظر میں ٹھیک بیٹھتی ہے اپنے دفاع کے اختیار کی وجہ سے مالی اعتبار سے کمزور ہونے کے باوجود شمالی کوریا پر حملہ کرنے کی امریکہ کی ہمت نہیں پڑ رہی ہے قرآن کریم اپنی حفاظت کے حق کی اہمیت اس طرح سے ظاہر کرتا ہے کہ حق دفاع کی عدم موجودگی میں زمین پر اور تو کیا نہ تو عیسائی راہبوں کے صومعہ (کوٹھرے) بچتے نہ یہود کے عبادت خانے (Synagogue) اور نہ ہی نصاریٰ کے گرجا گھر اور نہ ہی مسلمانوں کی مسجدیں بچ پاتیں اور یہ حفاظت و دفاع کی اجازت جنگی ماحول میں ہے نہ کہ عام حالت میں کہ جس کو چاہا پکڑا اور قتل کر ڈالا یہ تو قتل ناحق ہے اس کی تو اجازت قرآن کریم کسی بھی حالت میں نہیں دیتا بلکہ اس معاملہ میں اتنی شدت برتتا ہے کہ صرف ایک انسان یا نفس کا ناحق قتل تمام انسانوں کے قتل کے مساوی ٹھہراتا ہے اور ایسے قاتل کو قتل کئے جانے سے کم کی سزا نہیں سناتا اور یہ بھی قابل ذکر امر ہے کہ اپنی دفاع و حفاظت میں اسی حد تک قوت کا استعمال جائز ہے جس حد تک مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا ہو اور اگر کوئی مسلمان فرد یا گروہ اپنے دشمن کو معاف کرنے پر قادر ہو تو یہ معاف کرنا افضل واولیٰ ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے "و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولان صبرتم لهو خير للصابرين" (سورۃ النحل آیت نمبر ۱۲۶) قرآن کریم ساری دنیا کے ساتھ نیکی کرنے کو پسند کرتا ہے بدی و برائی کو پسند نہیں کرتا جیسا کہ ''سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۸'' میں فرمان الٰہی ہے "لاینهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوا كم من ديار كم ان تبروهم وتقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين" اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا ان لوگوں سے جو تم سے نہیں لڑتے تمہارے دین کی وجہ سے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالتے کہ تم ان سے بھلائی کرو اور انصاف و عدل کا سلوک کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے یعنی جو لوگ امن پسند ہوں اور مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے ہیں ان سے قرآن کریم لڑنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ دوستی کی اجازت دیتا ہے اہل علم سے یہ تاریخی واقعہ بھی شاید مخفی نہیں ہوگا جب سفر ہجرت میں آپ ﷺ کا رہبر ایک غیر مسلم عبداللہ بن اریقط تھا بھلا آپ خود سوچئے اگر عوام الناس کو قرآن کریم یا اسکا رسول قتل کرنے کی یا نقصان پہنچانے کی ترغیب دیتا تو وہ غیر مسلم آپ ﷺ سے آپکے ساتھیوں، ابوبکرؓ اور ان کا غلام۔ سے خوف نہ کھاتا اور کیا وہ خوف زدہ غیر مسلم آپکی رہبری کر سکتا تھا اور کیا آپ ﷺ ایک دشمن کو رہبر بنا سکتے تھے حق یہ ہے کہ اسلام تو ساری دنیا کے ساتھ امن و آشتی

برتنے کا حکم دیتا ہے حتیٰ کہ اس امن وآشتی برتنے میں کفر وشرک کو بھی برداشت کرتا ہے یعنی ایک کافر ومشرک کیساتھ بھی نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے جب تک وہ مسلمان کیساتھ کوئی نقصان دہ حرکت نہ کرے یعنی جب مسلمانوں کا وجود ہی کسی کافر ومشرک کی وجہ سے خطرے میں پڑ جائے تو اس حالت میں بدرجۂ مجبوری حفاظت کی اجازت دیتا ہے اور ایسے دشمنوں سے دوستی کی اجازت نہیں دیتا ہاں ان کے حقوق کو غصب کرنے کی اس حال میں بھی اجازت نہیں دیتا۔ آیات قرآنی ملاحظہ فرمایئے: "وما كان لنفس ان تؤمن الا باذن الله.... افانت تكره الناس حتى يكونوا مؤمنين" (سورۃ یونس آیت نمبر ۱۰۰) اور کسی نفس کے بس کی بات نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر مسلمان ہو جائے پس کیا اے ہمارے رسول اور اے مسلمانو! تم لوگوں سے نفرت کرتے رہو گے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں یعنی ایمان نہ لانے کی صورت میں بھی ان سے نفرت نہ کرو۔ اور اسی سورۃ میں ایک دوسری آیت ۹ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "انما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين واخرجوكم من دياركم وظاهروا على اخراجكم ان تولوهم ومن يتولهم فاولئك هم الظالمون" یعنی اللہ تعالیٰ تم کو منع کرتا ہے دوستی کرنے سے صرف ان لوگوں سے جنھوں نے مسلمانوں کو قتل کیا صرف دین اسلام کی اتباع کی وجہ سے اور تم کو یعنی مسلمانوں کو تمہارے گھروں سے نکال دیا اور ان لوگوں کی مدد کی جنھوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور جو لوگ یعنی مسلمان اور جو لوگ دشمنان اسلام سے ان کی اسلامی دشمنی اور مسلم دشمنی کے باوجود ان سے دوستی رکھتے ہیں پس وہ خدا کے نزدیک ظالم ہیں اس لئے قرآن کریم صرف ان لوگوں سے قتل وقتال کی اجازت دیتا ہے جو یا تو مسلمانوں کے دین وایمان کو مٹانے پر تلے ہوں یا مسلمانوں کو جانی مالی نقصان پہنچاتے ہوں لیکن کسی بھی حال میں امن پسند شہریوں چاہے وہ کسی بھی مذہب وملت سے تعلق رکھنے والے ہوں قتل وقتال کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ اسلام کا مقصد دنیا میں امن وآشتی کا پیغام دینا ہے کیونکہ اسلام کا پیغامبر ہی رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین ہے

اب آپ بائبل کی طرف رخ کیجئے دشمنان دین اور عوام الناس کے ساتھ اہل بائبل کا طرز عمل بھی دیکھئے حضرت یعقوب علیہ السلام (Jacob) جب عراق سے واپسی پر کنعان کے شہر شکم (Shechem) کے پاس خیمہ زن ہوئے تو ایک روز آپ کی لڑکی دینہ (Dinah) وہاں کی عورتوں کو دیکھنے کیلئے شہر میں گئی تو وہاں کے بادشاہ کے لڑکے نے دینہ کے ساتھ زنا کرلیا اور اس کا باپ بعد میں یعقوب علیہ السلام اور آپ کے بیٹوں سے معذرت کرنے اور اس لڑکی کو اپنے بیٹے کے ساتھ بیاہ دینے کی درخواست کرنے آپ کے پاس گیا اور اس کے صلے میں اپنے ملک میں ہر قسم کی آزادی بنی اسرائیل کو دینے کا وعدہ کیا بنی اسرائیل نے اس شرط پر شادی کرنا منظور کرلیا کہ اس کے شہر یا ملک شکم کے سارے بالغ مرد مختون ہو جائیں جب بادشاہ ہمر (Homer) اور اس لڑکے سمیت سارے بالغ مرد مختون ہو کر درد سے کراہ رہے تھے اس وقت اس کراہنے کی حالت ہی میں یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اس شہر کے سارے مردوں کو

ہمر اور اس کے لڑکے سمیت قتل کر دیا یعقوب علیہ السلام ان کے اس فعل سے بڑے ہی دکھی ہوئے بس آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ ایک زینہ کی سزا کیا پورے شہر کے لوگوں کو قتل کر دینا، دنیا کے کسی بھی مہذب معاشرے میں جائز ہے کیا یہ ظلم وستم نہیں ہے کیا کوئی ایک واقعہ بھی قرآن کریم میں اس قسم کا کسی کی نظر سے گزرا ہے، نہیں ہرگز نہیں کیونکہ قرآن کریم تو صرف اور صرف ظلم کی حد تک بدلہ لینے کی اجازت دیتا ہے ایک قتل یا ایک گناہ کے بدلے میں ہزاروں گناہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا، بھلا آس پاس کی قوموں نے اس واقعہ کو سنا ہوگا تو ان کے دلوں میں بنی اسرائیل سے کتنی دہشت بیٹھتی ہوگی یہ کتنے ظالم لوگ ہیں کہ جنھوں نے ایک شخص کی ذاتی غلطی کی سزاء میں پورے شہر کو قتل کر دیا ہے (کتاب تخلیق باب ۳۴ آیت ۱ تا ۳۱) اس طرح بنی اسرائیل نے ہمر کی قوم کو امان دے کر بھی دھوکہ سے ان کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر ان کے تمام مردوں کو قتل بھی کر دیا اور عورتوں و بچوں کو غلام بنالیا کیا مسیحی امریکہ نے اس واقعہ کو افغانستان میں ۲۰۰۱ء میں نہیں دہرایا کہ صرف شک کی بنیاد پر کہ ایک شخص بن لادن اور اس کے آدمیوں نے امریکہ کے منارائے تجارت پر حملہ کیا تو اس کی پاداش میں ایک غیر مجرم شخص کو ہی نہیں بلکہ پورے ملک افغانستان کو ہی تباہ کر دیا گیا اور آج تک بھی اس کو تباہ کیا جا رہا ہے لاکھوں لوگ بے گھر وبار ہی نہیں ہو چکے بلکہ موت کے گھاٹ اتارے جا چکے ہیں کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے کیا یہ مسیح علیہ السلام کے اور ان پر منزل من اللہ کتاب انجیل کے پرستاروں کیلئے ایک چھوٹے سے جرم کے لئے اتنی بڑی سزا دینا مناسب ہے؟ یہ تو بائبل میں امان دینے کا واقعہ اور محض شک کی بنیاد پر پورے ملک کو تباہ کر دینے کا اہل بائبل کا حال ہے۔ اب آپ ذرا قرآن کریم میں امان دینے کی مثال ملاحظہ کریجئے اللہ تعالیٰ سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۶ میں فرماتے ہیں "وان احد من المشركين استجارك فاجره حتى يسمع كلام الله ثم ابلغه مامنه" یعنی اگر کوئی مشرک بھی تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیدے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لیں اور پھر اس کو امن کی جگہ میں پہنچادے بھلا کون معقول شخص ایسی کتاب کو دہشت گردی کی حامی کہہ سکتا ہے جس کی امان دینے کے سلسلہ میں یہ تعلیم ہو کوئی مفسد اور فاسق شخص ہی ایسی امن وامان سے پُر کتاب پر دہشت گردی کا الزام لگا سکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ قرآن کریم تو ہمیشہ صلح کو جنگ وجدل پر ترجیح دیتا ہے کسی بھی حال میں بلا کسی قوی سبب کے جنگ پر اپنے متبعین کو نہیں اکساتا ہے (صلح حدیبیہ میں مسلمانوں کا طرز عمل) مثال کے طور پر سورۃ انفال میں آیت نمبر ۶۱-۶۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله انه هو السميع العليم وان يريدوا ان يخدعوك فان حسبك الله هو الذي ايدك بنصره وبالمؤمنين" اور اگر وہ جھکیں صلح کی طرف تو، تو بھی جھک اسی طرف اور بھروسہ کر اللہ پر بے شک وہ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں تو تجھ کو کافی ہے اللہ اسی نے تجھ کو دیا زور اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔ قرآن کریم کا مقصد خونریزی کرنا اور دہشت گردی پھیلانا نہیں بلکہ اس کا مقصد قوت کے استعمال سے اعلائے کلمۃ اللہ

اور قانون فطرت کا نفاذ ہے وہ ہر حال میں دنیا کو امن کا گہوارہ دیکھنا چاہتا ہے چاہے اس کیلئے بقدر ضرورت قوت ہی کا استعمال کیوں نہ کرنا پڑے۔ دنیا کو ایک بڑی تباہی سے بچانے کیلئے تھوڑی سی قربانی کو درست قرار دیتا ہے جس طرح سے ایک ماہر وحاذق طبیب دواء سے مریض کے ٹھیک نہ ہونے کی صورت میں عمل جراحی (Operation) کے ذریعہ مریض کو تھوڑی سی پریشانی میں ڈال کر پوری زندگی کیلئے امن وامان کی راہ اس کیلئے ہموار کر دیتا ہے پس یہ ہے اسلام میں قوت کے استعمال یا جہاد کا منشاء جس طرح سے ڈاکٹر یا طبیب عمل جراحی کو کوئی بھی معقول انسان مریض پر ظلم وستم کرنا قرار نہیں دیتا اسی طرح سے قرآنی، خدائی اور نبوی طریق پر جہاد کو دہشت گردی یا انسانیت کے خلاف ظلم وستم قرار نہیں دیا جا سکتا قرآن کریم مظلوموں اور عورتوں اور بچوں کا خاص خیال رکھتا ہے جیسا کہ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۷۵ میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے "ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیاً واجعل لنا من لدنک نصیراً" ظاہر ہے ایسے معذوروں مظلوموں کی حفاظت کیلئے قوت کا استعمال اگر لازمی ہو تو اس کا استعمال کرنا پڑے گا ورنہ اپنے پاس قوت ہونے کی صورت میں بھی مظلومین کی مدد نہ کرنا اپنے فرض سے انحراف کرنے کے مترادف ہوگا جس کی پاداش میں ایسے شخص کیلئے عذاب الٰہی حرکت میں آسکتا ہے اور وہ مظلومین کی کسی اور ذریعہ سے مدد کرا سکتا ہے۔

فاروق اعظمؓ کے زمانہ خلافت میں مسلمانوں کے ترجمان نے رستم سے اپنی آمد کا جو مقصد بتایا تھا اسکا مفہوم بھی یہی تھا کہ بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف رہبری کرنا اور دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت میں پہنچانا اور (آخرت تو ہے ہی مؤمنین اور متقین کیلئے) پس مندرجہ بالا اسلامی طرز عمل سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ اسلام ہر حال میں امن وامان چاہتا ہے اور دنیا کو خیر کی طرف بلاتا ہے اور اس کوشش میں اگر قوت کا استعمال کرنا پڑے تو اس سے بھی صرف نظر کرنے کی اپنے متبعین کو اجازت نہیں دیتا اب آپ ذرا پھر بائبل کی طرف لوٹ آیئے۔ بائبل کے دوسرے حصہ یعنی عہد نامہ جدید جس کا تعلق سراسر نصاریٰ سے ہے اس میں یعنی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب اقوال کا بھی ملاحظہ فرمایئے کہ انجیل جسکی تعلیم کو حد درجے امن سے پُر ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے متبعین سے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر چپت مارے تو دوسرا بھی اس کو پیش کردو اگر کوئی ایک میل دوڑائے تو، تو دو میل دوڑ جاؤ اور اگر کوئی تیری قمیص لینا چاہے تو اسکو اپنا کوٹ بھی دیدے۔ (انجیل متی باب ۵ آیت ۳۸-۴۲) یہی انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ قول بھی منسوب کرتی ہے:

(I have come to sat fire to the earth and how i wish it werk al ready kindled. I have a baptism to undergo and what constraint. I am under until the ordeal is over! Do you suppose I came to establish peace on earth? No indeed I have come to bring divison, for from now on five members of a

family will be divided three against two and two against three; father against son and son against father' mother against daughter and daughter against mother' mother against son's wife and son's wife against her mother-in-law')

میں زمین پر آگ بھڑکانے آیا ہوں اور اگر آگ لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا لیکن مجھے ایک بپتسما لینا ہے اور جب تک وہ نہ ہو لے میں بہت ہی تنگ رہوں گا کیا تم گمان کرتے ہو میں زمین پر صلح کرنے آیا ہوں؟ میں تم سے کہا نہیں بلکہ جدائی کرنے آیا ہوں کیونکہ اب سے ایک گھر کے پانچ آدمی بھی آپس میں مخالفت کریں گے دو تین سے اور تین دو سے باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے اور ماں بیٹی سے اور بیٹی ماں سے اور ساس بہو سے بہو ساس سے۔(انجیل لوقا باب ۱۲ آیات ۴۹ تا ۵۳)

اور انجیل متی باب ۱۰ آیت ۳۴-۳۶ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں

(You most not ghink that i have come to bring peace to earth; I have not come to bring peace but a sword. I have come to set a man against his fater a doughter against he mother a son's wife against her mother-in-law; and a man will find his enemies under his roof)

یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرنے آیا ہوں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں کیونکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آدمی کو اس کے باپ سے بیٹی کو اس کی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں۔

مندرجہ بالا آیات اناجیل اور انجیل متی کے اس نا قابل عمل مشورہ یا ترغیب کہ اگر کوئی ایک گال پر چپت مارے تو دوسرا پیش کر دو، کی روشنی میں تاریخ نصاریٰ پر بھی نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ کا عمل اکثر و بیشتر متی اور لوقا کی آیات آتش اور آیات تفریق بین الناس پر ہی عمل رہا ہے۔ دائیں اور بائیں گال والی آیت پر شاید ہی کبھی عمل رہا ہو۔ عالمی جنگ اوّل اور جنگ ثانی میں پوری دنیا نے نصاریٰ کا برتاؤ دیکھ لیا ہے کہ زمین کا کتنا بڑا حصہ آگ و خون سے بھر گیا کیا اس قتل و غارت کے ذمہ دار اہل بائبل نہ تھے۔ کیا کبھی قرآن کریم کے ماننے والوں نے دنیا میں ایسی آگ لگائی ہے کیا قرآن کریم کے ماننے والوں نے اتنے بڑے پیمانے پر کبھی دنیا کو خون میں رنگا ہے جو کام یعنی امن و آشتی کی فضا بائبل کی تعلیمات پانچ سو پچاس سال میں قائم نہ کر سکی (یورپ کی خوں ریزی کی تاریخ) وہی کام قرآن کریم کی تعلیم نے پچیس سال سے کم کے عرصے میں انجام دیدی (زمانہ نبوی مدنی دور دس سال خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی تقریباً ساڑھے بارہ سال) کیا اہل علم یہ نہیں جانتے کہ نصرانیت و بائبل کو خیر آباد کہہ کر اسلام و قرآن کی تعلیم کو قبول کرنے والے حاتم طائی کے بیٹے عدی بن حاتم نے اس عورت کو نہیں دیکھا تھا جو اللہ کے رسول ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق مقام حراء سے چل کر حجاز پاک پہنچ کر مکۃ المکرّمہ میں حاضر ہوئی تھی بیت اللہ کی زیارت کی تھی اور اس سیکڑوں کیلومیٹر کی مسافت کو اکیلے ہی طے کیا تھا اور سارے لوگوں کو ایسا پایا تھا جیسا کہ اس کے اپنے ہی خاندان کے لوگ۔ یہ تھا قرآن کریم کی تعلیم کا اثر! کیا آج بھی کوئی ایسی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟ حق یہ ہے کہ قرآن کریم دہشت گردی کا حامی نہیں بلکہ وہ سراسر ہدایت کا حامی ہے اس نے جس دین کو پھیلایا ہے اس کا نام اسلام ہے جو سراسر سلامتی کو ہی

عالمگیر پیمانے پر پھیلانے کی ہروقت فضا بنا تا ہے اب ایک بار پھر قرآن کریم اور بائبل کی طرف رجوع فرمایئے پھر پیغمبر اسلام اور پیغمبر عیسائیت کے مقاصد پر بھی روشنی ڈال لیجئے جو ان دونوں مقدس ہستیوں پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں قرآن کریم میں (محمد رسول اللہ کیلئے) اور انجیل میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے) وارد ہوا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا مقصدان الفاظ میں بیان کیا ہے وما ارسلناک الا رحمة للعلمین یعنی ہم نے آپ کو نہیں بھیجا ہے مگر پوری دنیا کیلئے تمام عالموں کیلئے سراپا رحمت بنا کر اور دنیا نے آپ رسول ﷺ کے اس مقصد کے اظہار کو بارہا دیکھ بھی لیا ہے اگر آج بھی اسوۂ محمدی کے مطابق عمل کیا جائے تو دنیا سراپا امن وآستی خیر وخوشی کا گہوارہ بن جائے۔ مدینہ کے اوس وخزرج کا کیا حال تھا کیا صرف چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ ایک دوسرے کا گلا نہیں کاٹ دیتے تھے کیا صرف غیر ارادی عمل سے گھوڑے کے آگے بڑھ جانے سے فریق ثانی اپنی تذلیل نہیں سمجھتا تھا اور کیا اپنی اس تذلیل کا بدلہ دشمن سے جنگ کی شکل میں نہیں لیتا تھا کیا عربوں کے چھوٹی چھوٹی باتوں پر سالہا سال (ستر ستر سالہ) جنگوں کے واقعات دنیا نے نہیں سنے ہیں کیا سیکڑوں لڑکیاں قرآن کریم کے نزول سے قبل زندہ نہیں دفنائی جاچکی تھیں کیا قرآن کریم نے ہزاروں لڑکیوں کو زندہ درگور ہونے سے نہیں بچالیا اور کیا اس مذموم رسم کو قرآن کریم نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم نہیں کردیا (سورة کورت) کیا قرآن کریم نے ان لوگوں کو جو بات بات پر ایک دوسرے کی گردن مارنے پر تیار رہتے تھے ایک دوسرے کی حفاظت میں جان گنوانے والا نہیں بنادیا (فضائل اعمال حکایت صحابہ) اور خود بھوکے رہ کر دوسروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے والا نہیں بنادیا (ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة) (سورة حشر آیت ۹) اور جو دوسروں کا سب کچھ لوٹ کر بھی چین نہ لیتے تھے وہ ہروقت دوسروں پر اپنا سب کچھ لٹا کر بدلہ لینا تو کیا دوسروں کی زبان سے شکریہ کے الفاظ سننے کی تمنا نہ کرنے لگے تھے (سورة الدہر آیت ۸-۹) پس ایسی کتاب کو دہشت گرد کہنا کسی انسان کا کام نہیں شیطان کا کام ہے اس قرآنی معجزاتی اثر کے بعد جو امن کے میدان میں قرآن کریم کی وجہ سے ظاہر ہوا ہے ایک نظر پھر سے مقصد عیسیٰ علیہ السلام اور تعلیم انجیل کے اثرات پر بھی ڈال لیجئے کیا آپ نے اسی مضمون میں یہ نہیں پڑھ لیا ہے (نعوذ باللہ) عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں یہ نہ سمجھو کہ میں دنیا میں امن قائم کرنے آیا ہوں میں دنیا میں تلوار چلانے آیا ہوں یہاں تک کہ تفریق کا یہ عالم ہوگا کہ بھائی بھائی سے باپ بیٹے سے اور ساس بہو سے اور بہو ساس سے الگ ہوجائے گی (متی باب ۱۰۔ آیت ۳۴-۳۶، لوقا باب ۱۲۔ آیت ۴۹-۵۳) شاید اسی طرح کی آیت اناجیل کے اثرات آج بھی یورپ اور امریکہ میں پائے جاتے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا آپ پر منزل من اللہ انجیل دنیا میں خلفشار پیدا کرنے کیلئے آئی تھی بلکہ ہر ایک نبی کی طرح آپ بھی خیر وامن ہی پیدا کرنے کیلئے آئے تھے یہ تو دشمنوں کی تحریفات کے نتائج ہیں جن کی وجہ سے انجیل محرف ہوگئی اور محرف انجیل کی وجہ سے تعلیمات انجیل بھی محرف ہوگئی جس کا نتیجہ دنیا میں خلفشار کی شکل میں نظر آیا کیونکہ محرف بائبل میں بستیوں کی بستیوں کو شہروں کے شہروں کو دنیا کے نام پر بنی اسرائیل کے ذریعہ اجاڑ دیئے جانے کا ذکر

ہے اس بربادی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ دنیا میں آگ لگانے کی ترغیب کی قارئین انجیل پڑھتے ہوں گے تو ان میں ضرور دنیا میں اپنے مقدس نبی اور مقدس کتاب کے مطابق عمل کرنے کا ولولہ پیدا ہوتا ہوگا بائبل میں ایک جگہ مذکور ہے کہ جو ہمارے ساتھ نہیں وہ ہمارے خلاف ہے۔ یہی بات اس وقت امریکن صدر مملکت جارج ڈبلیو بش جگہ جگہ کہہ رہے ہیں جس کے نتیجہ میں دنیا میں یا تو صرف امریکہ کے حامی نظر آتے ہیں یا صرف اس کے مخالف کوئی بھی ملک ایمانداری اور دیانتداری کے ساتھ اپنی بات، اپنی عسکری اور مالی قوت کم ہونے کی وجہ سے نہیں کہہ پارہا ہے جس کے نتیجہ میں ڈر یہ ہے کہ کہیں دنیا میں بہت بڑی بربادی رونما نہ ہوجائے یا پھر امریکہ پر ہی من جانب اللہ کوئی عذاب الیم نازل نہ ہوجائے کیونکہ جب ظلم وستم کو کوئی روکنے والا مجبوراً نہیں ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ اس برائی کو اور برائی کے منبع کو ختم فرمادیتے ہیں اب پھر آپ قرآن کریم اور صاحب قرآن کی طرف ایک بار لوٹ آیئے اور ملاحظہ فرمایئے کہ اپنے رسول کا کیسا اخلاق مرسل رسول نے بنایا ہے اور اس کے متبعین کو کس طرح کے اخلاق برتنے کی ترغیب دی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کیلئے فرماتے ہیں "وانک لعلی خلق عظیم" آپ ﷺ نے اپنے اس اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ اس طرح سے کیا ہے کہ خالد بن ولید جس کی وجہ سے غزوۂ احد میں شاید مدینہ کا ایک بھی گھر ایسا نہیں بچا تھا کہ جس کا کوئی نہ کوئی فرد شہید نہ ہوا ہو اور شاید کوئی گھر ایسا نہیں تھا کہ جس میں کہرام نہ مچ گیا ہو حتیٰ کہ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی جام شہادت پینا پڑا اور خود آپ ﷺ بھی زخمی ہوگئے وہی خالد جب اسلام قبول کرنے مدینہ آتے ہیں تو ان کیلئے ان کے اعزاز میں چادر بچھادی جاتی ہے یعنی آج کل کی زبان میں (V.I.P Treatment) یا (Red carpet Treatment) دیا جاتا ہے۔ قرآن کریم اللہ کے رسول ﷺ کو اخلاق کے اعلیٰ معیار کا مصداق قرار دیتا ہے کہ آپ سے زیادہ با اخلاق انسان دنیا میں نہ تو کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا آپ ﷺ کے اخلاق کو تو بیان کرنے کیلئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں آپ ﷺ ہر وقت ساری مخلوق کے نفع ونقصان کا فکر رکھتے تھے حتیٰ کہ قرآن کریم نے یہاں تک کہہ دیا کہ کیا آپ اپنی جان کو ہلاک کرڈالیں گے اگر اہل دنیا ایمان نہ لائیں (لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مؤمنین) (سورۃ الشعراء آیت:۳) آپ ﷺ کا تمام انسانوں کیلئے رنج وغم کرنا اس وجہ سے تھا کہ آپ جانتے تھے کہ ایمان نہ لانے کی صورت میں ان کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں تو جانا ہی پڑے گا ان کی عارضی دنیا بھی اگر برباد نہ ہوئی تو خطرے میں ضرور پڑ جائیگی قرآن کریم تو تمام انسانوں کو اتنا پیار کرتا ہے کہ ایک انسان کا قتل ناحق گویا سارے انسانوں کا قتل ناحق ہے بھلا اس سے زیادہ امن وامان اور انسانیت سے ہمدردی کی اور کیا بڑی مثال ہوسکتی ہے آیت قرآنی اس طرح سے ہے "من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاھا فکانما احی الناس جمیعا" (سورۃ مائدۃ آیت نمبر۳۲) یہ قرآنی آیات صاف ظاہر کرتی ہے کہ قرآن کریم کا قتل ناحق اور فساد فی الارض سے کوئی واسطہ ہی نہیں بلکہ ایسے مذموم فعل کی مذمت ہی نہیں کرتا بلکہ اس کو سخت سزا بھی سناتا ہے

(سورۂ مائدہ آیت:۴۵)۔قرآن کریم تمام انسانوں کی دنیاوآخرت کی ہرقسم کی بھلائی پرحریص ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اللہ کے رسول ﷺ کوآپ کے سچے فرمانبرداروں کوحددرجہ صبر تحمل برتنے کی تلقین کرتا ہےاور جہاں تک ہوسکے خون بہانے سے کوسوں دوررہنے کی ترغیب دیتا ہےلیکن جہاں ظلم وستم کوروکنے کا کہنے سننے کااور سمجھانے بجھانے کاراستہ بالکل ہی رک جائے اورحق کے مغلوب ہونے کااور باطل کے غالب ہونے کا خطرہ لاحق ہوجائے وہاں پرقرآن کریم اپنے متبعین کوحبیب کی حدود سے نکل کرطبیب کے دائرے میں جانے کی ترغیب دیتا ہےتا کہ عمل جراحی کے ذریعہ مادۂ فساد نکل جائے اورمریض حیات جاویداں حاصل کرسکے اگرایک شخص جس نے بہت خون بہایا ہووہ سچی توبہ کرکے ایمان میں داخل ہوجائے تواس کوفوراً قبول کیا جاتا ہےاوراس وجہ سے کہ بظاہراس نےقتل کے خوف سےایمان کاکلمہ پڑھاہےاس کو مارانہیں جاسکتا کیونکہ ایمان کاذراسابھی حصہ ذلیل دنیا کے مقابلہ بہت ہی اعلیٰ وارفع ہےجسکی بنیاد پرکسی بھی آدمی کواس دنیاسے دس گنی بڑی جنت ملنے کاوعدۂ رسول ہے۔

اس کے برخلاف عہدنامۂ قدیم کی کتاب خروج اور کتاب گنتی کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام کے زمانہ کے جہاد میں کتنی بستیوں کوصرف زمین کاٹکڑاحاصل کرنے کیلئے نیست ونابود کردیا گیادین موسوی اختیارکرنے کی صورت میں بھی ان کیلئے جان بچانے کی کوئی سبیل نہیں تھی لیکن اسلام کسی بھی شخص کا ظاہراً بھی اسلام میں داخل ہونا قبول کرتا ہے چاہے وہ باطناً مسلمان ہو یا نہ ہواس کو ہرطرح سے امان دی جاتی ہےاس کاقتل کسی بھی حال میں جائزنہیں (سورۂ مائدہ آیت:۹۴)اس کے برخلاف عہدنامہ جدید میں نہ جانے کتنے موقع پرحضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود سے یہ کہتے ہوئےنظر آتے ہیں کہ تمہاری مثال سوکھی لکڑی کی طرح ہے جس کوجلنا ہی جلنا ہےکسی بھی طرح سےتمہارا بچاؤنہیں جبکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ہرطرح کے سارے گناہوں کومعاف کرنے کا اعلان عام ہےاللہ تعالیٰ سورۃ الزمرآیت:۵۳ میں فرماتے ہیں ”قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً“ (سورۃ الزمرآیت:۵۳)پس اخیر میں اتناعرض کرناضروری ہے کہ اہل دنیااوراہل ہواءقرآن کریم کی جتنی چاہے مذمت کریں انشاءاللہ اس کی روشنی اس کانوراس کاأثر زائل ہونے والا نہیں وقتی طور پرسورج کےاوپر گہرابادل آنے سےسورج ڈھک توضرور جاتا ہےلیکن بادل کوچھٹناضرور رہوتا ہے کیونکہ اس کاوجوددوام کودرکارہی نہیں اور بادل چھٹتے ہی سورج صاف نظرآتا ہےایسے ہی دشمنان اسلام اپنی مادی طاقت یاصحافت کےزورپرحق وباطل اور باطل کوحق کہنے میں چاہے جتنازورصرف کردیں حق حق ہے باطل باطل ہےاورقرآن حق ہےاور وہ ہمیشہ غالب رہاہےاور قیامت تک غالب رہے گااس میں کسی قسم کاتغیروتبدل ردوبدل کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ اس کا حافظ اللہ تعالیٰ ہےاوراللہ تعالیٰ نےحق کو باطل پرغالب کرنےکااعلان کررکھاہےپس قرآن کا کچھ بگڑنے والانہیں انشاء اللہ دشمن ہی ختم ہوجائیگا جس طرح قرون اولیٰ (یعنی زمانۂ نبوی اورزمانۂ صحابہ میں حق غالب رہااور باطل بھاگ کھڑاہوا اسی طرح انشاءاللہ حق پھرغالب ہوگااور باطل بھاگ کھڑاہوگا کیادنیانہیں جانتی ہے کہ رسول کریم ﷺ فتح مکہ کے روز

بیت اللہ شریف میں بتوں کو گراتے ہوئے یہ اعلان فرمارہے تھے "قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" (سورۃ بنی اسرائیل آیت:۸۱-۸۲) اور "قل جاء الحق ومایبدء الباطل ومایعید" (سورۃ الفاطر آیت:۴۹) پس تاریخ آج بھی اپنے آپ کو دوہرا سکتی ہے بشرطیکہ اہل ایمان اسوۂ نبوی ﷺ پر جلدی گامزن ہوجائیں دشمنان اسلام قرآن کریم پر چاہے کتنے ہی الزام لگائیں اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے امن کو فساد ثابت نہیں کرسکتے وہ تو سارے انسانوں کیلئے ہدایت ہی ہدایت ہے اور بطور خاص مؤمنین کیلئے شفاء ورحمت ہے اور دشمنان دین کو تو اس پر عمل نہ کرنے سے سراسر نقصان ہی ہوگا۔ ہاں دشمنان دین اور دشمنان قرآن کا فائدہ اسی میں ہے کہ اس نسخۂ شفاء (قرآن کریم) کو جلدی ہی استعمال کرنا شروع کردیں ورنہ امتداد زمانہ سے مرض مہلک ہی ہوتا جائیگا جو آخرکار جان لیکر چھوڑے گا پس یہ آفت قرآن کریم کی طرف سے نہیں آئے گی بلکہ مریض ظالم کی طرف سے اس نسخۂ شفاء کو استعمال نہ کرنے بلکہ اس سے نفرت کرنے اور اسکو مٹانے کی کوشش کی وجہ سے آئیگی کما قال اللہ تعالیٰ: "واما الذین فی قلوبھم مرض فزادتھم رجسا الی رجسھم وماتوا وھم کافرون" (سورۃ توبہ آیت:۱۲۵) پس قرآن کریم محرک منکرات نہیں محرک معروفات ہے حامیٔ فساد نہیں حامیٔ امن ہے مہلک الناس نہیں شفاء القلوب ہے یہ مبارک کلام مبارک مہینے میں مبارک ذات پر بابرکت ذات الرحمٰن الرحیم کی طرف سے نازل ہوا ہے "شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدیً للناس وبیّنٰت من الھدیٰ والفرقان" (آیت:۱۸۵) اور یہ کہ "وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین" (سورۃ بنی اسرائیل آیت:۸۱-۸۲) جو انسانوں پر ظلم وستم نہیں کرتا بلکہ ظلم وستم کو رفع کرنے اور تمام انسانوں بلکہ تمام مخلوق کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالنے والا ہے جیسا کہ باری تعالیٰ اپنے کلام کی اس آیت میں فرماتے ہیں "یخرجھم من الظلمات الی النور" (سورۃ البقرۃ آیت:۲۵۷) جس مبارک ذات پر یہ کلام الٰہی نازل کیا گیا اس کی شان یہ ہے کہ وہ تمام عالم کیلئے سراسر رحمت ہے ہدایت ہے اور ان کی ہر قسم کی فلاح دارین کیلئے ہر وقت کوشاں وساعی ہی نہیں بلکہ حریص ہے یہاں تک کہ ان کی بھلائی کیلئے اپنی جان تک کو ہلاکت میں ڈالنے کو تیار نظر آتا ہے آیات قرآنی ملاحظہ فرمایئے "لقد جائکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم" (سورۃ یونس آیت:۱۲۸) "لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین" (سورۃ الشعراء آیت:۳) پس وہ کلام پاک یعنی قرآن کریم جسکی مذکورہ بالا شان ہو اس پر دہشت گردی کا الزام لگانا سراسر غلط ہی نہیں بلکہ اس انسان کو عقل سے عاری ہی کہا جاسکتا ہے جو اس طرح کے افضل ترین الفاظ کو ایسے عالی شان عالی مرتبت منزل من اللہ کتاب امن کو کتاب دہشت گردی کہے پس اخیر میں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ہی حوالے کئے جانے میں عافیت ہے اگر وہ چاہے تو انکو ہدایت دیدے اور اگر وہ چاہے تو مناسب حال سزا دیدے "فان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم" (سورۃ المائدہ آیت:۱۱۸)

کتابیات

(۱) القرآن الکریم - ترجمة معناهٗ وتفسیره الی اللغة الاردیة، شیخ الهند حضرت مولانا محمود الحسن، تفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی۔

(۲) معارف القرآن۔ حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ مصطفائیہ دیوبند۔

(۳) ریاض الصالحین، امام الحدیث الحافظ محی الدین ابی زکریا یحییٰ بن اشرف النووی، شریف بک ڈپو نظام الدین، دہلی۔

(۴) رحمۃ للعالمین حضرت مولانا قاضی سلیمان منصور پوری۔

(۵) تاریخ اسلام۔ حضرت مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی۔

(۶) التاریخ الیهودی العام، الشیخ صابر طعمیة دار الجلیل بیروت ۱۹۷۵۔

(۷) بائبل سے قرآن تک۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی پاکستانی۔

(۸) اطلس القرآن: الدکتور شوقی ابو خلیل دار السلام ۱۴۲۴ھ۔

(۹) قصص القرآن: حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۹۸۰÷۔

(۱۰) تفسیر ابن کثیر: علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۱) روح المعانی: مفتی بغداد ابی الفضل شہاب الدین السید محمود الآلوسی البغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ ادارۃ الطباعۃ المصطفائیہ دیوبند یوپی

(۱۲) تفسیر ماجدی: مولانا عبدالماجد دریا آبادی۔ طابع الناشر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ۔

(۱۳) کتاب مقدس: عہد نامہ قدیم وعہد نامہ جدید۔ برٹش فارین بائبل سوسائٹی (انارکلی لاہور)

English Books

1 - The New English Bible Oxford University press cambridge University press 1981

2 - Islam versus Ahl-Al-kitab Taj company Turkman Gate Delhi 1982

3 - Helly's Bible Hand book 24th Edition 1982 USA

4 - Bible (Commentry)-Lions Hand book to the Bible USA

5 - Holy Boble (Protestan-ts): King James- 1611 AD
Printed by Authority-collins clear Type press for the waverly book company Ltd

6 - Holy Bible (catholic Douay version) published with the Approbation of His Eminence-samuel cardinal stritch Archibishop of shicago USA

7 - Bible in the making -Geddes, mac gregor USA

8 - Encyclopaedia of Religion and Ethics Edited by James Hastings Assisted by John.

A- Selbeie and Louis H. Gray (M.A Ph.D). 12 Volumes.

9 - Encyclopaedia Britanica (Macro and Micro version)

10- Personalities of the old testaments. Fleming james 1939

11- Gospal of Barnabas (Joseph)-Aishah Banvi Publishing company Karachi

12- Holy Quran- Text,Meaning and commentry-Abdullah Usuf Ali

13- Holy Quran (Arabic Text with Translation and commentry in English by Moulana Abdul Majid Daryabadi First Edition 1957 Taj Company Lahor & Karchi)

14- The preaching of Islam (A History of the propagation of the Muslim Faith) T.W.Arnold, first published 1913

15- World religions-Warren Matthew, Old Dominion University West publishing company 1991.

16- Lions Hand book to the Bible USA

17- The Glorious Quran (Text, Meaning and commentry) Abdul Majid Daryabadi. Islamic foundation 2001 AD.

18- Talmud- Ethics of the Talmud by travers Herford New York. Schocken 1962.